پاکستان کسان مزدور تحریک

نیوز لیٹر

ایڈیٹوریل ٹیم : علی اکبر، راجہ مجیب، ظہور جوئیہ، ولی حیدر اور عذرا طلعت سعید

جولائی تا دسمبر، 2014 — جلد نمبر4، شمارہ نمبر2

جبر مسلسل۔۔۔!

پاکستان میں زراعت پر سرمایہ داری اور جاگیرداری کے قبضے کی مختلف شکلیں اب کھل کر سامنے آنے لگی ہیں۔ اس عمل کی چند مثالیں اس شمارے میں پیش کی جارہی ہیں۔ ایک طرف سرمایہ دارانہ زراعت کے فروغ کے لیے ملٹی نیشنل کمپنیوں کے دباؤ پر سیڈ ایکٹ 2014 قومی اسمبلی میں پیش کیا جاچکا ہے مجوزہ سیڈ ایکٹ کروڑوں پاکستانی کسانوں کو غیرملکی بیج کمپنیوں کا محتاج بنانے کی ایک بھرپور سازش ہے۔ یاد رہے کہ بیج وہ اکائی ہے جس کے بلبوطے پر عوام خوراک حاصل کرتی ہے اس پر غیر ملکی منافع خور کمپنیوں کا مکمل اختیار ایک ہیبت ناک صورت حال پیدا کرسکتا ہے۔ دوسری طرف مقامی سطح پر کھلے عام زرعی زمینوں کا قبضہ ملکی و غیر ملکی سرمایہ دار گروہوں کے ہاتھوں میں دیا جارہا ہے۔ زرعی زمین کا زراعت کے علاوہ دیگر استعمال مثلاً رہائشی کالونیاں اور صنعتوں کا قیام اس بات کا کھلم کھلا اظہار ہے کہ ہمارے پالیسی ساز اداروں اور افراد کے لیے نہ زراعت کی کوئی اہمیت ہے اور ناہی کروڑوں بے زمین اور چھوٹے کسانوں کے لیے بہتر زندگی اور روزگار ایک اہم ترقیاتی ہدف۔ زراعت کا شعبہ پوری قوم کو خوراک اور 70 فیصد افراد کو روزگار فراہم کرتا ہے لیکن اس شعبہ سے جڑی چھوٹے اور بے زمین کسانوں کی کثیر آبادی کے مفاد کو یکسر نظر انداز کردیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں خوراک کی عدم دستیابی کی وجہ سے غذائی کمی کے شکار افراد کی تعداد تیزی سے بڑھتی جارہی ہے جس میں پاکستان بھی شامل ہے۔ اقوام متحدہ کے زیرسایہ خوراک کا عالمی دن اب ایک مذاق بن کر رہ گیا ہے اس لیے دنیا بھر میں کسان اس دن کو ''خوراک کی کمی کے عالمی دن'' کے طور پر ''منانے'' لگے ہیں۔ ایک طرف سرمایہ داروں کا ظلم کسانوں کو غلام بنا رہا ہے دوسری طرف جاگیردار غریب ہاریوں کی زمین پر قبضہ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا اور زمین پر قبضہ کے لیے نت نئے طریقے استعمال کرتا ہے۔ جاگیردارنہ سماج کی ایک جھلک سندھ میں ٹنڈو محمد خان کے ایک گاؤں عمریو بھیل میں دیکھی جاسکتی ہے جہاں وڈیرے کی مخالفت پر اسکول کے قیام کی منظوری کے باوجود اسکول بننے کا عمل تعطل کا شکار ہے۔ نسلوں سے آباد اس گاؤں کے باسیوں کو وڈیرہ دربدر کرنے کے درپہ ہے اور اس زمین کی جعلی ملکیت اپنے نام دکھا کر عدالت کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے۔ یہی جاگیرداری ہے جو کسان آبادیوں کے بچوں کے لیے تعلیم کی فراہمی ناممکن بنانے کے لیے ہرجتن کرنے کو تیار ہیں۔ ان حالات میں ناکہ حکومت کسانوں کے حقوق کی محافظ ہو کسانوں کی بچی کچی روزی بھی چھین لینے کی کوششوں میں مصروف ہے جس کی مثال ہری پور، ہزارہ میں کسانوں کو نہری پانی کی عدم دستیابی ہے۔ محکمہ آبپاشی کا جان بوجھ کر قریب ترین آبادیوں کو ان کے کھیتوں کے لیے پانی فراہم نہ کرنا یقیناً ایک مجرمانہ فعل ہے۔ مگر اس گاؤں کے لوگوں کی اجتماعی کوشش اور مزاحمت کے نتیجے میں پانی کی بحالی اس بات کا ثبوت ہے کہ اگر اپنے حق اور مسائل کے حل کے لیے اجتماعی جدوجہد کی جائے تو کامیابی یقینی ہے۔

یقیناً چھوٹے اور بے زمین کسانوں کا اتحاد ہی انہیں ان مسائل سے نکال سکتا ہے۔ اسی طرح کی ایک کوشش صوبہ خیبر پختون خواہ میں پی کے ایم ٹی کے دوسرے صوبائی اجلاس کا انعقاد تھا جہاں صوبہ بھر کے کسانوں نے یکجا ہو کر اپنے مسائل پر تبادلہ خیال کیا اور مشترکہ جدوجہد کے لیے لائحہ عمل پر مشاورت کی۔ پاکستان کسان مزدور تحریک کے زیرسایہ پاکستان بھر کے چھوٹے اور بے زمین کسانوں کا اتحاد خود مختاری کی طرف ایک قدم ہے۔

فہرست مضامین:

- کے پی کے میں پی کے ایم ٹی کا دوسرا صوبائی اجلاس۔
- کسان مجوزہ بیج کا قانون مسترد کرتے ہیں!
- زرعی زمینوں پر رہائشی تعمیرات کا رجحان۔
- خوراک کے عالمی دن کے موقع پر احتجاجی ریلی۔
- جاگیرداری کا ظلم۔
- جانوروں کی خوراک ان کی موت کا سبب کیسے بن جاتی ہے۔
- ضلع ہری پور میں پانی کے مسائل۔
- ضلع گھوٹکی میں صنعتوں کی وجہ سے آبی آلودگی۔
- دیسی بیج کی تلاش۔
- سیڈ بینک۔
- پی کے ایم ٹی ششماہی سرگرمیاں (جولائی تا دسمبر2014)۔

پاکستان کسان مزدور تحریک نیوز لیٹر روٹس فار ایکوٹی (Roots for Equity) نے میزریور کے تعاون سے شائع کیا ہے۔

سیکریٹریٹ: اے-1، فرسٹ فلور، بلاک 2، گلشن اقبال، کراچی۔ فون/فیکس: +92 21 34813320 فیکس: +92 21 34813321 ای میل: roots@super.net.pk

کے پی کے میں پی کے ایم ٹی کا دوسرا صوبائی اجلاس

رپورٹ: آصف خان

اپنا بیج اگائیں گے، کمپنیوں کو بھگائیں گے اور مجوزہ سیڈ ایکٹ نامنظور، کے عنوان سے مورخہ 16 اکتوبر، 2014 کو ہری پور میں دوسرا صوبائی اجلاس منعقد کیا گیا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض ہری پور کے ضلعی رابطہ کار رحم نواز نے ادا کیے۔ لوئر دیر کے سینئر کور گروپ ممبر الطاف حسین نے تمام ساتھیوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ ہمارے سامنے روشن مستقبل ہے جس کی طرف ہم گامزن ہیں۔ ہمارے راستے میں بہت سی مشکلات آئیں گی لیکن ہم رکنے والے نہیں ہیں ہم آگے بڑھتے جائیں گے۔

پی کے ایم ٹی کے مرکزی رابطہ کار راجہ مجیب نے تحریک کا تعارف پیش کرتے ہوئے کہا پاکستان کی زیادہ تر آبادی کسان مزدور ہے جن کی کوئی تنظیم نہیں تھی، اتنی بڑی آبادی جو بہت زیادہ کام کرتی ہے ان کے مسائل بھی بہت زیادہ ہیں ان مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے کسانوں اور مزدوروں نے مل کر ایک تحریک بنائی جس کا نام پاکستان کسان مزدور تحریک رکھا گیا۔ اس تحریک کا آغاز 2008 میں ہوا جس کا پہلا نعرہ جاگیرداری نظام کا خاتمہ اور زمین کی منصفانہ تقسیم ہے۔ پی کے ایم ٹی پائیدار زراعت کے فروغ کے لیے جدو جہد کررہی ہے، ہم ایسی زراعت کو نہیں مانتے جو ماحول کو نقصان پہنچائے جس میں کیمیائی کھاد اور زرعی ادویات کا استعمال کیا جائے ہم اس زراعت کے حامی ہیں جو صاف ستھری ہو جس سے ماحول کو نقصان نہ پہنچے جسے ہم روایتی زراعت کہتے ہیں۔

پروگرام کے مطابق صوبہ کے پی کے کے تمام ضلعی کوآرڈینیٹرز نے اپنی ضلعی سرگرمیوں کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جس میں بتایا گیا کہ کسان آگہی پروگرام، اپنا بیج بچاؤ مہم، ضلعی اجلاس و دیگر سرگرمیاں باقائدگی سے سرانجام دی جارہی ہیں۔ رپورٹ میں بتایا گیا کہ مجموعی طور پر کسانوں کی حالت بہتر نہیں ہے، اس وقت جو کاشتکاری ہو رہی ہے اس میں اخراجات زیادہ اور آمدنی کم ہے۔ جس کی وجہ سے زیادہ تر کسان کاشت کاری چھوڑ کر یومیہ مزدوری کرنے پر مجبور ہیں۔

صوبہ خیبر پختون خواہ میں پی کے ایم ٹی کی سرگرمیوں کی تفصیلات بتاتے ہوئے صوبائی کوآرڈینیٹر طارق محمود نے کہا کہ مختلف اضلاع میں کام جاری ہے جن میں ماس پروگرام، ماہانہ ڈسٹرکٹ میٹنگ، سیڈ ایکٹ کے خلاف مہم اور رکنیت سازی شامل ہیں، اس کے علاوہ صحافی حضرات کے ساتھ بھی مشاورتی پروگرام کیے جارہے ہیں۔ کسانوں کے مسائل اور سیاسی آگہی کے حوالے سے ریڈیو پر بھی ہمارے پروگرام نشر ہورہے ہیں۔ ہری پور میں زمینی قبضے پر تحقیق بھی کی گئی ہے۔

سیڈ ایکٹ پہ بات کرتے ہوئے ولی حیدر نے کہا کہ کسی نے زبردستی ہم سے بیج نہیں چھینا۔ ہم نے خود زیادہ پیداوار کی لالچ میں اپنا بیج کھودیا ہم نے سنی سنائی باتوں پہ یقین کیا، چونکہ زراعت منافع بخش کاروبار ہے اور اسی منافع کے لیے یہ کمپنیاں ہائبرڈ اور جینیاتی بیج کسانوں کو بیچ رہی ہیں۔ ہمارے ہاں 70 فیصد لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں جبکہ امریکہ اور یورپ میں صرف دو فیصد عوام زراعت سے وابسطہ ہیں کیونکہ ترقی یافتہ مما لک میں وہاں زراعت مشینوں سے کی جاتی ہے۔

پی کے ایم ٹی نے پشاور پریس کلب اور لاہور میں پنجاب اسمبلی کے سامنے سیڈ بل کے خلاف مظاہرہ کیا لیکن اب تمام صوبائی اسمبلیوں نے اس بل کومنظور کرنے کا اختیار قومی اسمبلی کو دے دیا ہے جس کے خلاف ہم نے اسلام آباد میں بھی پریس کانفرنس کی۔ اس بل کے ذریعے سرمایہ دار مما لک کی کمپنیاں ہمارے بیج اور زراعت پہ قبضہ کرنا چاہتی ہیں، پی کے ایم ٹی اپنے کسانوں اور مزدوروں کی روزی پر ڈاکہ نہیں ڈالنے دے گی اور اس بل کو منظور نہیں ہونے دے گی۔

پاکستان کی 18 کروڑ آبادی میں 70 فیصد کسان ہیں جبکہ ساری زرعی زمین پانچ فیصد لوگوں کے پاس ہے جس پر ان 70 فیصد کسانوں کا حق ہے۔ ہم افرادی قوت نہ ہونے کی وجہ سے زمینی جنگ نہیں لڑ سکتے لیکن ہم بیج کی تو جنگ لڑ سکتے ہیں، ہم اپنا بیج کیوں نہیں بچا سکتے۔ کسان کو بیج خوراک پیدا کرنے کے لیے چاہیے اور ان کمپنیوں کو منافع کمانے کے لیے۔ ہمارا کسان اتنی محنت کرتا ہے اناج اگاتا ہے لیکن ان کمپنیوں کے بیجوں کی وجہ سے اس کے بچے پھر بھی بھوکے رہ جاتے ہیں۔ کسان کا سارا علم ان کمپنیوں نے لے لیا ہے ہمارے کسانوں کو اپنی دشمن کمپنیوں کا پہچاننا ہوگا کسانوں کو بڑی بڑی زرعی کمپنیوں مونسانٹو، بائیر، سنجنیٹا اور ڈاؤ کے بارے میں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ لوگ بیج کی سیاست منافع اور زراعت پر اختیار کے لیے کررہے ہیں جس کے بعد وہ

ہمیں بیج 1,000 روپے کلو دیں یا 10,000 روپے کلو۔ اگر کسان پاکستان کے ہر گاؤں میں آدھے کنال پر کسی بھی قسم کا دیسی بیج کاشت کرنا شروع کردیں تو اگلے پانچ سالوں میں ہمارا اپنا بیج ہی ہمارے لیے کافی ہوگا اور ہم ان کمپنیوں کے محتاج نہیں رہیں گے۔

ہم نے اپنی زمین زہریلے کیمیکل اور کھاد ڈال کر خود ہی خراب کردی ہے جسے ٹھیک کرنا ہے۔ اب پاکستان میں انتہائی خطرناک جینیاتی بیج متعارف کرایا جارہا ہے۔ ایسا بیج پیدا کرنا قدرتی طور پر ممکن نہیں مثلاً مچھلی کا مواد نکال کر ٹماٹر میں ملایا جارہا ہے، کپاس کے بیج میں زہریلے کیڑے کا مواد ملا دیا گیا تاکہ فصل پر کیڑے حملہ نہ کریں اس سے کیڑے تو نہ مرے لیکن یہ زہر ہماری زمینوں میں سرائیت کر گیا۔ کپاس کے بعد اب ملک میں جینیاتی مکئی متعارف کرائی جارہی ہے جس کا سب سے زیادہ نقصان خیبر پختون خواہ کو ہوگا وہاں کا کسان منڈی کا محتاج ہو جائے گا کیونکہ مکئی خیبر پختون خواہ کی اہم غذائی فصل ہے۔

پنجاب کے صوبائی کوآرڈینیٹر ظہور جوئیہ نے صوبہ پنجاب میں بیج کمپنیوں کی ڈاکہ زنی بیان کرتے ہوئے کہا کہ پنجاب میں پہلے کسان غذائی فصلیں اگاتے تھے اب، نقدآور فصلیں اگائی جاتی ہیں ایسی فصلیں اگائی جاتی ہیں جنہیں جانور بھی نہیں کھاتے اس فصل کوصرف بیج بنانے والے یا کارخانے والے خریدتے ہیں۔

حاکم گل نے جو سندھ کے کسانوں کی نمائندگی کررہے تھے، کسانوں کے حالات بیان کرتے ہوئے کہا کہ سندھ کے کسان باقی صوبوں کے کسان سے زیادہ مشکل حالات میں ہیں کیونکہ سندھ میں جاگیردار بہت طاقتور ہے یہاں بے زمین کسان دو وقت کی روٹی کو بھی ترس رہا ہے اور مکمل طور پر جاگیردار کے رحم وکرم پر ہے یہاں کسان ایک طرح سے غلامی کی زندگی گزار رہا ہے۔

پی کے ایم ٹی کور گروپ ممبر محمد فیاض نے ہری پور میں زمینی قبضے پر رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ 3,800 کنال زرعی زمین کسانوں سے جبراً ''چائنا انڈسٹریل زون'' کے نام پر چھینی گئی ہے جس کا بہت کم معاوضہ کسانوں کو دیا گیا ایم پی اے اور ایم این اے نے اپنی زمینوں کو بچا لیا اور کمیشن بھی کھایا۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ زمین رہائشی کالونی بنانے کے لیے استعمال کی جائے گی۔

پاکستان بھر سے کسانوں کے تبصروں پر مشتمل سیشن ''بول کہ لب آزاد ہیں'' میں لال جان نے بات کرتے ہوئے کہا ہم سچائی کے راستے پر ہیں اور ایک دن آئے گا جب ہم جاگیرداروں اور سرمایہ داروں سے ضرور آزادی حاصل کرلیں گے۔ مانسہرہ کے ایک کسان چچا رشید نے کہا کہ میں نے گندم، مکئی اور کسی بھی فصل کا بیج بازار سے نہیں خریدا میں اپنے ہاتھوں سے اپنی زمین پر کام کرتا ہوں اور اسی کو پائیدار زراعت سمجھتا ہوں۔ خالد محمود نے ایک مسئلہ کی نشاندہی کی کہ کسان سے فصل کم قیمت میں خرید کر بیوپاری منڈی میں زیادہ قیمت پر فروخت کرتے ہیں جس کے جواب میں ڈاکٹر عذرا طلعت سعید نے کہا کہ ہم پی کے ایم ٹی کے دوستوں سے اس اہم مسئلہ پر بات کریں گے اور مسئلہ کے حل کے لیے مل کر کوشش کریں گے۔ ولی حیدر نے مشترکہ اعلامیہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ 100 سے زائد کسانوں کا یہ پنڈال حکومت سے مندرجہ ذیل مطالبے کرتا ہے۔

- حکومت فوری طور پر مجوزہ سیڈ ایکٹ پر پیش رفت ختم کرے کیونکہ بیج صرف اور صرف کسانوں کی ملکیت ہے اور وہی اس کے اصل وارث ہیں۔
- ہماری زراعت پر ملٹی نیشنل کمپنیوں کے قبضہ کا فوری خاتمہ کیا جائے۔ مشینی زراعت کا خاتمہ اور پائیدار زراعت کو فروغ دیا جائے، کیمیائی کھاد اور کیڑے مار ادویات کا خاتمہ کیا جائے۔
- خوراک کی خودمختاری سمیت تمام وسائل کسان کے اختیار میں دیئے جائیں۔
- زمین کی منصفانہ اور مساویانہ تقسیم اور جاگیرداری نظام کے خاتمے کی طرف معنی خیز پیش رفت کی جائے۔
- زراعت پر عورتوں کے کردار کوتسلیم کرتے ہوئے عورتوں کو ملکیت میں منصفانہ اور مساویانہ حصہ دیا جائے۔

کے پی کے میں پی کے ایم ٹی کے دوسرے صوبائی اجلاس کے موقع پر لی گئی تصویر

کسان مجوزہ بیج کا قانون مسترد کرتے ہیں!

(پریس کانفرنس)

پاکستان کسان مزدور تحریک اور روٹس فار ایکوٹی قومی اسمبلی میں پیش کیے گئے قومی سیڈ بل کے ذریعے قومی غذائی تحفظ کو ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ہاتھوں میں دینے کی بھرپور مذمت کرتی ہے۔

مجوزہ ترمیمی سیڈ بل 8 اگست، 2014 کو وفاقی وزیر قومی غذائی تحفظ و تحقیق سکندر حیات خان بوسن نے پیش کیا۔ وفاقی وزیر کے مطابق1976 کے بیج کے قانون میں ترمیم کی ضرورت ہے کیونکہ موجودہ قوانین جدید بیج کی صنعت کی ضروریات کے لیے ناکافی ہیں۔

مجوزہ ترمیمی بل کی رو سے کسی فرد یا ادارے کو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ وہ بغیر تصدیق بیج فروخت کرے۔ بیج کی دوبارہ کاشت، فروخت یا ہائبرڈ اور نیم ہائبرڈ بیج کی فروخت پر بھی پابندی ہوگی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ قومی سیڈ بل کا مسودہ بین الاقوامی زرعی کمپنیوں کے مطالبات کی روشنی میں مرتب کیا گیا ہے۔ جن میں مونسانٹو، ڈاؤ، پائنیئر، سنجنٹا اور دیگر کمپنیاں شامل ہیں۔ امریکی محکمہ زراعت کے بین الاقوامی زرعی خدمات کی جاری کردہ گلوبل ایگریکلچر انفارمیشن نیٹ ورک رپورٹ 2012 (The GAIN Report 2012) رپورٹ میں پاکستان میں بیج اور پلانٹ بریڈرز کے قوانین نہ ہونے کی نشاندہی کی گئی تھی اور اس کمی کو بین الاقوامی کمپنیوں کے لیے بیج کے شعبے میں سرمایہ کاری کے لیے رکاوٹ قرار دیا گیا تھا۔ GAIN (گین) رپورٹ کے مطابق پلانٹ بریڈرز اور سیڈ بل کا نہ ہونا عالمی تجارتی ادارہ (ڈبلیو ٹی او) کے معاہدے ٹریڈ ریلیٹڈ ایسپکٹس آف انٹلیکچوئل پراپرٹی رائٹس (TRIPs) کی خلاف ورزی ہے۔ پاکستان جیسے زرعی ممالک میں ٹرپس کو کسان دشمن عالمی قانون مانا جاتا ہے جس کی رو سے چھوٹے کسان اپنے بیج کو محفوظ کرنے، اس سے پیداوار حاصل کرنے، بیجوں کے تبادلے اور کاروبار کے حق سے محروم کردیے جاتے ہیں۔ یہ ستم ظریفی ہے کہ پیٹنٹ شدہ بیجوں میں موجود جینیاتی مواد جسے صدیوں سے کسانوں نے اپنے تجربہ اور تجزیے کی بنیاد پر نسل درنسل منتقل کرتے ہوئے بہترین بیج کی پیداوار کو برقرار رکھا تھا۔اسے اب زرعی کمپنیوں کے حوالے کیا جارہا ہے۔

یہ صاف ظاہر ہے کہ طاقتور بین الاقوامی زرعی کمپنیوں جن میں طاقتور ترین امریکی کمپنیاں بھی شامل ہیں کے دباؤ پر بیج کے قوانین کو وفاق کا مسئلہ بنا دیا گیا ہے۔ پیش کردہ ترمیمی بل نجی کمپنیوں کو چھوٹے کسانوں کے روزگار پر غلبہ حاصل کرنے کی آزادی فراہم کرتا ہے۔ یہ تباہ کن اقدام ملک کو مزید غذائی عدم تحفظ کی طرف دھکیل دے گا۔

مجوزہ سیڈ بل کے مسودہ کے مطابق ''جینیاتی بیج سے انسان، حیوان، ماحول اور پودوں کی صحت پر کوئی مضر اثرات نہیں پڑیں گے'' گے جبکہ جنوری 2012 میں پنجاب حکومت نے جینیاتی کپاس پر پابندی عائد کرتے ہوئے کہا تھا کہ جینیاتی فصلیں دوسرے پودوں اور ماحولیات پر مضر اثرات ڈال سکتی ہیں۔ لاکھوں چھوٹے بے زمین کسانوں کی روزی روٹی اور قومی غذائی تحفظ پر یکدم موقف تبدیل کرنا اگر مجرمانہ نہیں تو غیر ذمہ دارانہ عمل ضرور ہے۔

پریس کانفرنس میں کسانوں نے کہا کہ ہم صدیوں سے اپنے بیج بو کر پیداوار حاصل کررہے ہیں۔ حکومت ہماری حوصلہ افزائی کے بجائے ہم سے بیج محفوظ کرنے، اس کا تبادلہ، کاروبار کرنے اور پیداوار حاصل کرنے کا حق چھینتے ہوئے ہمارے لیے بہتر روزگار کے حصول کو مزید مشکل بنارہی ہے۔ پاکستانی کسانوں کو جبراً تجارتی بیج خریدنے پر مجبور کرکے ان کمپنیوں کا غلام بنایا جارہا ہے۔ جو یقیناً کھلی سامراجیت ہے! کسان ان کمپنیوں کو اپنے ذریعہ معاش پر قابض ہونے کی ہرگز اجازت نہیں دیں گے۔ پاکستان کسان مزدور تحریک وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ ایسے قوانین نافذ کرے جو بیج پر کسان کے حق کا تحفظ کرتے ہوں۔ یعنی بیجوں کو محفوظ کرنے، ان کا تبادلہ، کاروبار کرنے اور ان سے پیداوار حاصل کرنے جیسے بنیادی حقوق کسان کے پاس ہوں نا کہ ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ہاتھ میں۔

زرعی زمینوں پر رہائشی تعمیرات کا رجحان

تحریر حاکم گل

دنیا بھر میں کسان سال کے 12 مہینے دن ہو یا رات، کڑکتی ہوئی دھوپ ہو یا جما دینے والی سردی، اپنا خون پسینہ ایک کرکے خوراک پیدا کرتے ہیں جس سے انسانی آبادیوں بشمول جانوروں کی زندگی رواں دواں ہے لیکن تاریخ گواہ ہے کہ اسی کسان کے خون پسینے پر پلنے والے لوگ بڑی بے شرمی سے کسان کی اس حالت پر رحم وکرم کرتے ہیں۔

دور غلامی سے آج اکیسویں صدی کے اس جدید دور میں بھی چھوٹے اور بے زمین کسان کی زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ آج بھی کسان کے بچے پیٹ بھر تو دور کی بات ہے بنیادی خوراک کے لیے بھی بلبلاتے نظر آتے ہیں۔ آج بھی کسان کے بچے صحت اور تعلیم سے محروم ہیں، دور غلامی میں بھی وہ قدرتی آفات میں بے آسرا تھے آج کے جدید دور میں بھی آسرا اور بے سرو سامان ہیں۔

یہاں نام نہاد عالمی اداروں کے غربت کے خاتمے اور خوراک کے تحفظ کے دعوے کیسے پورے ہو سکتے ہیں جہاں 65 فیصد سے زیادہ زرعی زمین صرف پانچ فیصد جاگیرداروں کے قبضے میں ہے اور 65 فیصد چھوٹے کسانوں کے پاس صرف 15 فیصد زرعی زمین ہے۔حکومت اور غیر ملکی زرعی کمپنیوں کے گٹھ جوڑ سے زرعی زمین پر بیرونی سرمایہ کاری کی جارہی ہے۔جس سے کسانوں کی ابتری میں مزید اضافہ ہورہا ہے۔جس کی واضع مثال سندھ کے اضلاع میر پور خاص اور سکھر میں دبئ کی زرعی کمپنی "الدھرا" کے ہزاروں ایکڑ زرعی زمین کے ٹھیکے ہیں جن پر صرف گھاس پیدا کی جاتی ہے۔

پاکستان میں چھوٹے اور بے زمین، کسان آبادیوں میں بھوک اور افلاس بڑھانے کا بیڑا ان ٹھیکیداروں نے اٹھا رکھا ہے جو زرعی زمین پر رہائشی کالونیاں اور "ماڈل ٹاؤنز" بنارہے ہیں۔ یہ ٹھیکیدار ضلعی اور صوبائی انتظامیہ کی ملی بھگت سے شہروں سے باہر ہزاروں ایکڑ زرعی زمین چھوٹے کاشت کاروں سے سستے داموں ہتھیا کر بڑے بڑے رہائشی منصوبے بنا کر فروخت کررہے ہیں۔ شہروں سے باہر رہائشی کالونیاں بنانے کا منافع بخش کاروبار اتنا بڑھ گیا ہے کہ اب یہ ٹھیکدار زمین حاصل کرنے کے لیے کسانوں کو طرح طرح سے ہراساں کررہے ہیں۔

سندھ کے ضلع سکھر سے جیکب آباد تک بنائی گئی نئ مرکزی شاہراہ کو شکارپور شہر سے باہر زمینوں سے گزارہ گیا ہے چونکہ اب مرکزی شاہراہ شہر سے باہر زرعی زمینوں سے گزرتی ہے اس لیے اس زمین کو ہتھیانے کی کوشش شروع کردی گئی ہیں۔ یہ وہ زرخیز زمینیں ہیں جو سندھ کنال کے دونوں اطراف میں واقع ہیں جن میں ہر سال ہزاروں ٹن چاول، گندم اور سبزیاں اگائی جاتی ہیں ان زمینوں پر درجنوں بے زمین خاندان اپنی روزی روٹی کا بندوبست کرتے ہیں۔ کراچی سے خیبر پختون خواہ تک چھوٹی بڑی شاہراؤں پر تعمیراتی کمپنیاں رہائشی منصوبہ بندی کررہی ہیں جس سے نقصان صرف اور صرف چھوٹے اور بے زمین کسانوں کا ہورہا ہے۔

زرعی زمینوں پر تیزی سے پھیلتے ہوئے رہائشی کالونیوں کے گورکھ دھندے میں صوبائی وزراء سے لے کر محکمہ رونیو کے ایک عام پٹواری سمیت علاقے کے وڈیرے بھی شامل ہیں۔ بڑے بڑے رہائشی منصوبوں میں ان لوگوں کو کمیشن ملتا ہے۔ پلاٹ کے بدلے من پسند تقرری، بڑے ٹھیکے حاصل جاتے ہیں اور سیاسی وفاداریاں تبدیل ہوتی ہے۔ انھی مفادات کی خاطر سندھ میں ذوالفقار آباد جیسا بڑا رہائشی منصوبہ بھی بن رہا ہے۔ جس کے ذریعے کسان آبادیوں کو بے زمین کرکے ہزاروں افراد کو افلاس کی بھینٹ چڑھایا جارہا ہے، جسے تاریخ میں بدترین المیہ رقم کیا جائے گا۔ چھوٹے اور بے زمین کسانوں کی زندگیوں کو مزید ابتری سے بچانے کے لیے سماجی اور سیاسی اداروں کے ساتھ کسان تحریکوں کو بھی میدان میں آکر کسانوں کے حقوق کا علم بلند کرنا ہوگا۔

خوراک کے عالمی دن کے موقع پر احتجاجی ریلی

(پریس کانفرنس)

پاکستان کسان مزدور تحریک اور روٹس فار ایکوٹی نے خوراک کے عالمی دن کو بھوک کا عالمی دن قرار دیتے ہوئے ہری پور، خیبر پختون خواہ میں ایک احتجاجی ریلی کا اہتمام کیا۔ اس ریلی سے پی کے ایم ٹی کے رہنماؤں جن میں مرکزی کوآرڈینٹر راجہ مجیب، صوبائی کوآرڈینٹر کے پی کے طارق محمود، صوبائی کوآرڈینٹر پنجاب ظہور جوئیہ اور ڈسٹرکٹ کوآرڈینٹر ہری پور رحم نواز نے خطاب کیا۔ رہنماؤں کے مطابق دنیا مستقل بھوک اور غذائی کمی کا شکار ہے جس کی ایک اہم وجہ زمین کی غیر منصفانہ تقسیم اور زرعی پیداوار پر دیوہیکل ملٹی نیشنل کمپنیوں کا بڑھتا ہوا قبضہ ہے۔

راجہ مجیب کا کہنا تھا گو کہ دنیا میں خوارک کی پیداوار ضرورت سے زیادہ ہے لیکن اس کی پیداوار اور ترسیل منافع خور کمپنیوں کے اختیار میں ہونے کی وجہ سے دنیا بلخصوص پاکستانی عوام غذائی عدم تحفظ کا شکار ہے۔ مجوزہ نیشنل فوڈ اینڈ نیوٹریشنل سیکورٹی پالیسی کے مطابق خیبر پختون خواہ کے 24 میں سے 23، بلوچستان کے 26 میں سے 21 اضلاع غذائی عدم تحفظ کا شکار ہیں، جبکہ 13.5 ملین بچے کسی نہ کسی حوالے سے غذائی کمی کا شکار ہیں۔ مجموعی طور پر 60 فیصد

ہری پور، خیبر پختون خواہ میں ایک احتجاجی ریلی نکالی گئی اس کا ایک منظر

گھرانے خوراک کی کمی کا شکار ہیں۔ظہور جوئیہ کے مطابق ایک زرعی ملک میں بھوک کے شکار لوگوں کی اتنی بڑی تعداد قابل سزا جرم ہے اور حکومت کو عوام کی اس ابتری کے لیے جوابدہ ہونا چاہیے۔

طارق محمود کے مطابق ملک میں بڑھتی ہوئی بھوک کی اہم وجہ زرعی منافع خور کمپنیوں کا پاکستانی زراعت میں بڑھتا ہوا اثر و رسوخ ہے۔ بیج کے حوالے سے بنائے جانے والے قوانین، پاکستان میں ان کمپنیوں کے زرعی پالیسی پر اثر و رسوخ کا واضع ثبوت ہے۔ مجوزہ سیڈ بل دراصل ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن (ڈبلیو ٹی او) کے ذہنی ملکیت کے معاہدہ (ٹرپس) کے مطالبات کو پورا کرنے کے لیے پیش کیا جارہا ہے۔اس وقت تقریباً تمام ہائبرڈ اور جینیاتی بیج بڑی بڑی کمپنیوں کی ملکیت ہیں۔جن میں مونسانٹو،سنجنٹا، بائیر، ڈاو، ڈوپونٹ اور بی ایس ایف شامل ہیں۔ مجوزہ سیڈ ایکٹ ان دیو ہیکل کمپنیوں کو بیج کی کل پیداوار اور فروخت کا اختیار دے گا۔ اس بل کے مطابق کوئی بھی کسان جب تک وہ خود کو رجسٹرڈ نہیں کروائے گا بیج اگانے اور فروخت کرنے کے حق سے محروم رہے گا۔

ولی حیدر کا کہنا تھا کہ اس قسم کے بیج کے قانون کا مطلب یہ ہے کہ بیج کے حوالے سے کسان مکمل طور پر کمپنیوں کا محتاج ہو کر رہ جائے۔ اگر بیج کی کمی واقع ہوتی ہے تو یقیناً خوراک کی کمی ہوگی جو آگے چل کر بھوک اور قحط جیسے حالات پیدا کرسکتی ہے۔

پی کے ایم ٹی سندھ کے کارکن حاکم گل کا کہنا تھا کہ ہم اس خطے میں 7,000 سال سے اعلیٰ بیج اگا رہے ہیں۔ وادی سندھ کی قدیم تہذیب کے کسان اپنی زراعت پر سامراجی کمپنیوں کا قبضہ کیونکر قبول کریں؟

جاگیرداری کا ظلم

تحریر: اللہ ڈنو

ہمارا گوٹھ عمریو بھیل 60 گھروں پر مشتمل ہے۔ جو کہ ضلع ٹنڈو محمد خان میں واقع ہے۔ جس میں سب کسان اور مزدور رہتے ہیں اس گاؤں میں کوئی سرکاری ملازم نہیں ہے یہاں سب کا گزر بسر صرف کاشت کاری اور مزدوری پر ہے۔ گاؤں کے تمام گھر کچے ہیں اور کسی کے پاس بھی اپنی زمین نہیں ہے۔ گاؤں کے لوگ جاگیرداروں کی زمین پر کاشتکاری کرتے ہیں۔ ہمارے گاؤں میں سڑک، اسکول، بجلی اور گیس نہیں ہے اور نہ ہی یہاں کوئی ترقیاتی کام ہوا ہے۔حکومت کی طرف سے ہمیں کوئی مدد نہیں ملتی اسے شاید ہمارا گاؤں یاد بھی نہیں۔

میں روٹس فار ایکوٹی کو سلام پیش کرتا ہوں جس نے ہمیں پڑھایا، لکھایا اور ہمارے مسائل اجاگر کیے ہم ان کے شکرگزار ہیں۔ پی کے ایم ٹی کے دوست جو ہمیں اپنا سمجھتے ہیں اور ہمارے مسئلے کو بھی اپنا مسئلہ سمجھتے ہیں۔ ان کا بھی شکریہ۔

ہم نے پی کے ایم ٹی کے ساتھ مل کر اسکول کے قیام کے لیے مظاہرہ کیا، ریلی نکالی اور علاقے میں اسکول کے لیے بلڈنگ منظور کروائی۔ بلڈنگ کا کام شروع ہوئے پانچ یا چھ دن گزرے تھے کہ جاگیردار کو پتہ چلا وہ آیا اور کہا کہ یہ زمین اس کی ہے کام بند کرو۔ ہمارے کام بند نہ کرنے پر وہ دوسرے دن عدالت سے اسٹے آرڈر لے آیا۔ مجبوراً ہمیں کام بند کرنا پڑا اب تاریخ پر تاریخ مل رہی ہے کیس آگے نہیں بڑھ رہا۔ سب جانتے ہیں وہ زمین ہماری ہے۔ ہمارا گاؤں بہت پرانا ہے۔ جس میں ہمارے آباؤ اجداد 1910 سے رہتے آرہے ہیں۔ ہمارا کام قانون کے مطابق ہے پھر بھی فیصلہ نہیں ہورہا جج کو بھی پتہ ہے کہ یہ زمین ہماری ہے لیکن ہم غریب ہیں اس لیے تاریخ پر تاریخ ملتی رہتی ہے۔ جاگیردار سمجھتا ہے کہ ہم جج اور وکیل کو رشوت دے کر مقدمے کو طویل کریں گے تو یہ لوگ خود ہی تنگ آ کر بھاگ جائیں گے لیکن ہم بھاگنے والوں میں سے نہیں ہیں زمین ہمارا حق ہے جو ہم لیکر رہیں گے۔ چاہے ہمیں اپنے مال مویشی ہی کیوں نہ بیچنے پڑیں۔ ہم اپنا حق کسی کو نہیں دینگے۔

جانوروں کی خوراک ان کی موت کا سبب کیسے بن جاتی ہے؟

تحریر: محمد شریف

ستمبر 2014 میں جب پنجاب سے سیلابی ریلا سندھ میں داخل ہو رہا تھا۔ انہی دنوں ایک ایسا واقعہ سامنے آیا جو اب تک اپنی جگہ ایک سوالیہ نشان بنا ہوا ہے۔ گھوٹکی کی یونین کونسل قادر پور میں واقع گاؤں چھٹو چاچڑ میں ایک کسان غلام مصطفیٰ چاچڑ کی تین بھینس اور چار گائیں گھاس کھانے کی وجہ سے موت کا شکار ہوگئیں، دو گائیوں کو بمشکل علاج معالجہ کے بعد بچا لیا گیا۔

پاکستان کسان مزدور تحریک کے نیشنل کوآرڈینیٹر راجہ مجیب اور ضلع گھوٹکی کے کوآرڈینیٹر محمد شریف واقعے کی اطلاع ملتے ہی مذکورہ بالا گاؤں پہنچے اور واقعے سے متعلق حقائق جاننے کی کوشش کی۔ اس واقعے کے حقائق جاننے کے لیے نہ صرف جائے وقوع پر گاؤں کے لوگوں سے بات چیت کی گئی بلکہ دیگر دیہاتوں میں بھی سمجھ بوجھ رکھنے والے افراد سے معلومات حاصل کی گئیں۔ اس سلسلے میں جانوروں کے ڈاکٹر، زرعی شعبے کے افسران سے بھی بات چیت کی گئی۔

سیلابی پانی کے کھیت میں داخل ہونے کے ڈر سے زمین پر کھڑی جوار کی فصل میں جانوروں کو چھوڑ دیا گیا تاکہ جانور فصل کھالیں کیونکہ سیلاب سے فصل خراب ہونے کا اندیشہ تھا، محمد چاچڑ نے بتایا کہ بہت دنوں سے اس فصل کو پانی نہیں دیا گیا تھا کیونکہ بارشوں اور سیلاب کی پیشنگوئی کی جارہی تھی۔ جوار کی فصل جب مکمل تیار ہو جاتی ہے تو اس کا قد تقریباً 10 فٹ تک ہوتا ہے لیکن جس فصل پر جانوروں کو چھوڑا گیا تھا وہاں ایک سے دو فٹ کی کچی فصل تھی۔

جانوروں نے اس فصل کو کھانا شروع ہی کیا تھا کہ جانور بیہوش ہونا شروع ہوگئے اور دیکھتے ہی دیکھتے نو جانور زمین پر گر گئے۔ اس صورتحال کو دیکھ کر جانوروں کی رکھوالی کے لیے کھڑے لوگوں نے مدد کے لیے آوازیں لگائیں کچھ لوگ لسی کوک اور اسپرائیٹ بوتل اور کچھ لوگ جانوروں کی ہاضمہ والی ادویات لے کر جائے وقوع پر پہنچے۔ بیہوش جانوروں کو پانی میں پھینکا گیا اور لائی گئی چیزوں کو جانوروں کو پلانے کی کوشش بھی کی گئی لیکن تمام جانور مرگئے، دو جانور بیہوشی کی حالت میں گھر لائے گئے جو کچھ دنوں میں ٹھیک ہوگئے۔

اس کسان کا پانچ لاکھ سے زائد مالیت کا نقصان ہوا۔ مقامی افراد کے مطابق اگر جوار کی فصل کو پانی نہ دیا جائے اور فصل چھوٹی ہو، ایسی فصل کو اگر جانور کھالے تو منٹوں کے اندر بیہوش ہو جاتا ہے اور پھر مر جاتا ہے۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ایسا بیج کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ ایسا ہی واقعہ سے چند دن پہلے پڑوسی گاؤں میں بھی پیش آیا جس میں تین بھینسوں کی موت واقع ہوگئی تھی۔ کچھ لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ یہ نئے یا پرانے بیج کی وجہ سے نہیں ہوا ہر جوار کی فصل جسے پانی نہ دیا جائے اور وہ کچی کھڑی فصل ہو، جانوروں کو اس فصل سے دور ہی رکھا جاتا ہے۔

پی کے ایم ٹی کے نمائندوں نے محکمہ زراعت کے ضلعی افسر سے بات کی اور گزارش کی کہ وہ اس طرح کے معاملے پر غور کریں مگر اب تک کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔

یہاں ضرورت اس بات کی ہے کہ متعلقہ ادارے اس طرح کے واقعات پر ایک جامع تحقیق کریں اور کسانوں کو اس کے اصل حقائق سے آگاہ کریں کیونکہ یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ جانوروں کی خوراک ان کی موت کا سبب کیسے بن جاتی ہے؟

ضلع ہری پور میں پانی کے مسائل

تحریر: رحم نواز

ضلع ہری پور میں 1983 میں خان پور ڈیم بنا جس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ بارش کے پانی کو ذخیرہ کرکے زرعی زمینوں کو سیراب کیا جائے گا جس سے علاقے کے کسانوں کو فائدہ ہوگا اس ڈیم کا پانی آج ابھی علاقے کی زمینوں کو سیراب کرتا ہے یہ پانی زرعی زمینوں کو سیراب کرنے کے ساتھ دارالحکومت اسلام آباد کے رہائشی علاقوں کو بھی سپلائی کیا جاتا ہے۔

خان پور ڈیم سے کامل پور آنے والی نہر کا پانی 15 دن سے بند تھا، اسی نہر سے دیگر چھ گاؤں کو بھی پانی فراہم کیا جاتا ہے۔ کسان جب بھی متعلقہ حکام سے شکایت کرتے ہیں

حطار میں پی کے ایم ٹی کے ممبران ایس ڈی او سے شکایت کرتے ہوئے

کہ ہمارا پانی کیوں بند ہے؟ نہر کا پانی بند ہونے سے ہماری لاکھوں روپیہ مالیت کی مکئی اور کریلے کی فصلیں خراب ہو رہی ہیں۔ حکام کا صرف ایک جواب ہوتا کہ پانی کم ہے اس لیے آپ کی نہر کا پانی بند کیا گیا ہے۔ آپ کی باری پر آپ کو پانی ملے گا۔ جبکہ حقیقت اس کے برعکس تھی خان پور ڈیم میں پانی وافر مقدار میں موجود تھا اور ڈیم سے آنے والی بڑی نہر جس سے ہماری نہر کو پانی دیا جاتا ہے اس میں بھی کافی پانی تھا۔ اکثر اوقات محکمہ آبپاشی کا ملازم جس کا کام چھوٹی نہروں میں پانی تقسیم کرنا ہے وہ کامل پور آنے والی نہر کا پانی ایک برساتی نالہ کی طرف کھول دیتا تھا۔ جب گاؤں والوں نے دیکھا کہ پانی برساتی نالے میں ضائع ہو رہا ہے مگر ہمیں نہیں دیا جا رہا تو انہوں نے پی کے ایم ٹی کے ضلعی کوآرڈینیٹر رحم نواز سے رابطہ کیا کہ پی کے ایم ٹی اس مسئلہ کے حل کے لیے ہماری مدد کرے۔ جس کے بعد پی کے ایم ٹی کے ضلعی کوآرڈینیٹر کی سربراہی میں کسان اجتماعی درخواست لیکر ڈپٹی کمشنر کے دفتر گئے ڈی سی صاحب نے فوری طور پر متعلقہ محکمے کو احکامات دیے کہ ان کا مسئلہ حل کر کے مجھے شام تک رپورٹ پیش کی جائے۔ ڈپٹی کمشنر نے کسانوں کو متعلقہ محکمہ آبپاشی کے پاس بھی جانے کا مشورہ دیا اور کہا کہ ایس ڈی او آپ کے ساتھ اس مقام پر جائے گا جہاں سے آپ کے گاؤں کی نہر کو پانی ملتا ہے۔ جب کسان محکمہ آبپاشی کے دفتر پہنچے تو ایس ڈی او نے برہم ہو کر کہا کہ ”اتنے لوگ میرے دفتر میں کیوں آئے ہیں ایک یا دو افراد آ کر اپنا مسئلہ بتائیں کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رمضان ہیں“۔ ایس ڈی او کے اس رویئے پر کسانوں نے اس کے دفتر میں شدید احتجاج شروع کر دیا اور کہا کہ آپ رشوت لے کر ہمارے گاؤں کا پانی کسی اور کو دیتے ہیں ہم آبیانہ اور زرعی ٹیکس بھی دیتے ہیں پھر بھی ہمارے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔

کسانوں کا رویہ دیکھ کر ایس ڈی او محکمہ آبپاشی خوفزدہ ہو گیا اور کہا کہ آپ لوگ خاموش ہو جائیں میں آپ کا مسئلہ ابھی خود موقع پر جا کر حل کروں گا۔ ایس ڈی او محکمہ آبپاشی کسانوں کے ساتھ 30 کلومیٹر دور اس مقام تک گیا جہاں پر گاؤں کامل پور کی نہر کو خان پور ڈیم کی بڑی نہر سے پانی فراہم کیا جاتا ہے۔ وہاں ایس ڈی او نے خود دیکھا کہ بڑی نہر میں کافی پانی موجود تھا اور کامل پور کی نہر کا پانی بند تھا اور ساتھ والے برساتی نالے میں پانی چھوڑنے کے شواہد بھی ایس ڈی او کو ملے جس کی وجہ سے بہت سا قیمتی پانی ضائع ہو رہا تھا لیکن پھر بھی ایس ڈی او اپنے محکمے اور اہل کاروں کا دفاع کرتا رہا اور کہا کہ پانی کم ہے جس کی وجہ سے آپ کا پانی بند ہے کسانوں نے کہا پہلے تو پانی کم ہے ہی نہیں اگر کم ہے بھی تو ہمارے گاؤں کی نہر کا پانی ہی کیوں بند کیا جاتا ہے باقی نہریں مسلسل چل رہی ہیں ان کا پانی کیوں بند نہیں کیا جاتا؟ اس مقام پر محکمہ آبپاشی کے ملازم ہر وقت موجود ہوتے ہیں جو پانی کی تقسیم کا کام کرتے ہیں کسانوں نے ایس ڈی او کو بتایا کہ جب ہم انھیں پانی کھولنے کا کہتے ہیں تو یہ بھاری رشوت طلب کرتے ہیں جس پر ایس ڈی او نے کوئی خاص توجہ نہیں دی اور کہا میں نے متعلقہ اہلکاروں کو کہہ دیا ہے کہ آئندہ آپ کو باری پر پورا پانی ملے گا۔ اس پر کسانوں نے کہا کہ ہم کسی صورت یہ فیصلہ نہیں مانتے ہم آج ہر صورت نہر کھلوائیں گے اور ہماری نہر کبھی بھی بند نہ کی جائے اس کے سوا کوئی حل قبول نہیں۔ اس پر محکمہ آبپاشی کے ملازم منیر احمد جو یہاں نہر کا پانی کھولنے کے کام پر معمور ہے، نے ایک کسان کو گالی دی جس پر کسانوں نے شدید مزاحمت کی اور محکمے کے لوگوں کی خوب پٹائی بھی کی یہ سلسلہ کافی دیر تک جاری رہا۔ آخر کار محکمہ آبپاشی کے افسران نے کسانوں سے کہا جیسا آپ لوگ چاہتے ہیں ایسا ہی ہوگا۔ آپ بتائیں کتنا پانی آپ کو دیا جائے ہم اسی وقت آپ کی نہر کھولتے ہیں اور نہر کبھی بند نہیں کی جائے گی۔ کسانوں نے کہا کہ ہمیں اتنا پانی دیا جائے جس سے ہمارا بس گزارا ہو جائے۔ ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ دوسرے کسانوں کا پانی ہم کو دیا جائے، ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ سب نہروں کو یکساں پانی دیا جائے، جتنی کسانوں کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد کسانوں کی مشاورت سے پانی کی تقسیم کا فارمولہ طے پا گیا جس سے سب نہروں کو ضرورت کے مطابق پانی ملے گا۔ اب دس دن ہو گئے ہیں ہماری نہر میں کافی پانی ہے اور نہر مسلسل چل رہی ہے۔ اس واقعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ موجودہ نظام میں مزاحمت کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ ہے ہی نہیں۔

ضلع گھوٹکی میں صنعتوں کی وجہ سے آبی آلودگی

تحریر: علی نواز جلبانی

سندھ کے ضلع گھوٹکی کا شمار آمدنی دینے والے بڑے اضلاع میں ہوتا ہے جس کی آبادی تقریباً 16 لاکھ ہے۔ ضلع میں پانچ تحصیلیں اور 42 یونین کونسل ہیں اور ضلع گھوٹکی کی زیادہ تر آبادی کا ذریعہ معاش زراعت ہے۔ گھوٹکی میں ویسے تو کئی کارخانے ہیں لیکن قابل ذکر فوجی فرٹیلائزر میرپور ماتھیلو اور دوسرا اینگرو یوریا ڈہرکی ہیں۔ دونوں کمپنیاں بڑی مقدار میں کیمیائی کھاد تیار کر رہی ہیں اور بے

حساب منافع کماتی ہیں لیکن ان کے کارخانوں سے نکلنے والے زہریلے مواد کو یہ کمپنیاں پروسیس یعنی صاف کیے بغیر خارج کر دیتی ہیں جس کے انتہائی مضر اثرات علاقے کی آب و ہوا اور زمین پر پڑ رہے ہیں۔ فوجی فرٹیلائزر کا زہریلا پانی مسوا کنال اور اینگرو فرٹیلائزر کا نارواہ کینال میں چھوڑا جاتا ہے جس سے کنالوں میں پائی جانے والی مچھلی کی کئی اقسام ختم ہوتی جا رہی ہیں جن میں اندھی ڈولفن بھی شامل ہے۔ پہلے لوگ کنالوں اور تالابوں سے مچھلی پکڑتے تھے لیکن پانی آلودہ ہونے کی وجہ سے اب انھیں کھانے کے لیے مچھلی خریدنی پڑتی ہے۔ پانی کی آلودگی سے مال مویشیوں کے شعبے میں بھی بہت نقصان ہو رہا ہے کیونکہ مویشی بھی آلودہ پانی پیتے ہیں جس کی وجہ سے حاصل ہونے والا دودھ بھی مضر ہو جاتا ہے اور مویشی مختلف بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ ان حالات میں اب دودھ بھی خرید کر پینا پڑتا ہے۔

دیسی بیج کی تلاش

تحریر: راجہ مجیب

گھوٹکی کے ایک گاؤں دوست محمد میں کسانوں سے بات چیت کے دوران گندم کے دیسی بیج ”بگی تھوڑی“ کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہوئیں جو آپ کو پیش کی جا رہی ہیں۔ ایک کسان وزیر نے تین سال پہلے کرم پور، شکارپور سے دیسی بیج جسے بگی تھوڑی کہتے ہیں لے کر آیا تھا۔ وزیر کا کہنا ہے کہ دس سال پہلے تک یہ بیج ہمارے گاؤں میں بھی کافی مقدار میں پایا جاتا تھا لیکن نئے ہائبرڈ بیج کی لالچ میں یہاں دیسی بیج ختم ہو گیا ہے۔ اب جب دیسی بیج نہیں ہیں تو ہمیں اس کے فوائد سمجھ آئے ہیں۔ نئے بیج سے کاشت کرنے میں بہت خرچ آتا ہے۔ فصلوں کو چار بار پانی دینا پڑتا ہے جبکہ روایتی بیج میں دو بار پانی دینے سے بھی فصل تیار ہو جاتی تھی بلکہ دوسری بار بھی پانی نہ ہو تو بھی فصل ہو جاتی تھی۔ اس کے علاوہ نئے بیج کے لیے کیمیائی کھاد یعنی یوریا اور ڈی اے پی بھی استعمال کرنا پڑتا ہے۔

جو بیج وزیر شکارپور سے لے کر آئے ہیں ان کے مطابق اس کی کاشت کے لیے یوریا، ڈی اے پی بالکل نہیں ڈالا ہے۔ اس بیج کی اب بہت مانگ ہے کیونکہ یہ کھانے میں ذائقہ دار ہے۔ ”کسان وزیر کا کہنا ہے کہ اس سال میں نے سندھی بنئے کو 1,600 روپے فی من کے حساب سے 10 سے 15 بوریاں بیچی ہیں جسے وہ خود کھانے کے لیے خریدتے ہیں۔ اس گندم کی روٹی صبح سے شام تک اچھی رہتی ہے“۔ وزیر اب کوشش میں ہیں کہ ان کے پاس جو ”سندھی تھوڑی“ بیج ہے اس کو بڑھائیں۔ ان کا کہنا ہے ہم کوشش کرکے ”میکسی یعنی ہائبرڈ بیج کو ختم کر کے دیسی بیج کو بڑھائیں گے۔ فی الحال میکسی پاک بیج اس لیے اگاتے ہیں کہ ہمیں خود کھانے کے لیے 50 من گندم چاہیے۔ اگر دیسی گندم ہم ساری کھا لینگے تو بیج کے لیے نہیں بچا پائیں گے۔ اس کے علاوہ دیسی گندم 400 روپے فی من اضافی قیمت پر فروخت کر دیتے ہیں کیونکہ ہمیں شادیوں وغیرہ میں لین دین کے لیے پیسے کی ضرورت ہوتی ہے“۔ وزیر کا مزید کہنا تھا اب ”صرف دیسی گندم اگانے سے ہی مسئلہ حل نہیں ہوگا اب تو سبزیوں اور لسی میں بھی زہر ہے۔ ہم اپنی طرف سے کوشش کر رہے ہیں لیکن یہ جو اتنی ڈی اے پی آ رہی ہے اس کا مقابلہ کیسے کریں؟ اگر کسانوں کو دیسی طریقہ کاشت میں پیسہ اور صحت دونوں کا فائدہ سمجھ آ جائے تو سب ٹھیک ہو جائے۔ ان کے خیال سے ”ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ جس کے پاس 20 جریب (10 ایکٹر) زمین ہو تو وہ زمین میں ڈالنے کے لیے اتنی اصلی کھاد کہاں سے لائے؟ میں نے پہلے سال ڈیڑھ جریب میں ایک من بیج لگایا جس سے 17.5 من گندم حاصل ہوئی، دوسرے سال ایک ایکڑ میں ڈیڑھ من بیج لگایا تھا جس سے 40 من گندم حاصل ہوئی اب تیسرے سال پانچ جریب (تقریباً 2.25 ایکڑ) پر چار من دیسی بیج لگائیں گے“۔

اس بات چیت سے سمجھ آتا ہے کہ کسان خوراک اور ماحول سے متعلق مسائل کو بھرپور طریقے سے سمجھتا ہے کیونکہ کسانوں کے پاس بہت تھوڑی زمین ہے بلکہ اکثریت کے پاس زمین ہی نہیں ہے تو وہ اس محتاجی کے ہاتھوں ہوشمند فیصلے کر نہیں پاتے۔ ورنہ کسان بہتر سمجھتا ہے کہ اصلی کھاد اور اصلی بیج کے کتنے فوائد ہیں۔

سیڈ بینک

رپورٹ: نوید احمد

قارئین پچھلے شماروں میں آپ 2011 سے 2014 تک روایتی بیجوں کی کاشت کے حوالے سے تفصیل پڑھتے آ رہے ہیں۔ روٹس فار ایکوٹی نے دیسی بیج کے فروغ کے لیے کوششوں کو جاری رکھتے ہوئے ضلع گھوٹکی میں دو ایکڑ زمین اور

ضلع ملتان میں 3.5 ایکڑ زمین پر چاول، آدھے ایکڑ زمین پر مکئی اور مختلف اقسام کی سبزیاں کاشت کیں۔ تمام فصلیں پائیدار زراعت کے طریقوں پر کاشت کی گئیں۔ زمین کی زرخیزی کے لیے کیمیائی کھاد کے بجائے گوبر اور سبز کھاد (جنتر) کا استعمال کیا گیا۔ پاکستان کے مختلف علاقوں سے حاصل کی گئیں چاول کی 19 اقسام جن میں 12 اقسام ایسی بھی ہیں جو گزشتہ چار سالوں سے مسلسل کاشت ہوتی آرہی ہیں۔ فصل کو کیڑوں اور بیماریوں سے بچانے کے لیے کیڑے مار ادویات کے بجائے نیم کے پتوں سے تیار کیے گئے محلول کا چھڑکاؤ اور مٹی کے تیل کو بذریعہ آب پاشی استعمال کیا گیا۔

ضلع ملتان میں 3.5 ایکڑ زمین پر کاشت کی گئی چاول کی 19 اقسام اور ان سے حاصل ہوئی پیداوار کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

نمبر	قسم	کوڈ	نسل	بیج کی مقدار	پیداوار	رقبہ
1	M-312	RRT-01	4	0.5 کلوگرام	8 کلوگرام	4 مرلہ
2	M-158	RRT-02	4	0.5 کلوگرام	10 کلوگرام	5 مرلہ
3	M-169	RRT-03	4	0.5 کلوگرام	10 کلوگرام	5 مرلہ
4	M-228	RRT-04	4	0.5 کلوگرام	15 کلوگرام	4 مرلہ
5	کائنات	RRT-05	4	0.5 کلوگرام	16 کلوگرام	6 مرلہ
6	M-159	RRT-06	4	0.5 کلوگرام	16 کلوگرام	4 مرلہ
7	M-336	RRT-07	4	0.5 کلوگرام	22 کلوگرام	4 مرلہ
8	IRRI-6	RRT-08	4	0.5 کلوگرام	11 کلوگرام	4 مرلہ
9	سپر کرنل	RRT-09	4	0.5 کلوگرام	22 کلوگرام	6 مرلہ
10	M-481	RRT-11	4	0.5 کلوگرام	17 کلوگرام	5 مرلہ
11	M-197	RRT-11	4	0.5 کلوگرام	6 کلوگرام	4 مرلہ
12	M-104	RRT-12	4	0.5 کلوگرام	22 کلوگرام	3 مرلہ
13	سپر کرنل	RRTCA09	1	08 کلوگرام	24 من	6 کنال
14	سدا گلا	RRT-14	1	04 کلوگرام	7 من 8 کلوگرام	4 کنال
15	بوندار رسی	RRT-15	1	4.5 کلوگرام	5 من 23 کلوگرام	4 کنال
16	باسمتی 85	RRT-16	1	8.5 کلوگرام	36 من 22 کلوگرام	1 ایکڑ، 2 کنال، 23 مرلہ
17	رتیڑیو	RRT-17	1	0.5 کلوگرام	32 کلوگرام	10 مرلہ
18	اشفاق احمد	RRT-18	1	0.5 کلوگرام	21 کلوگرام	4 مرلہ
19	سپر کرنل	RRTHB-09	1	1.5 کلوگرام	1 من 8 کلوگرام	10 مرلہ
کل				33.5	80 من	3 ایکڑ، 4 کنال

ضلع گھوٹکی میں دو ایکڑ پر 16 اقسام کی چاول کی پنیری تیار کرکے منتقل کی گئی لیکن 15 دن بعد ہی نہر میں شگاف پڑنے سے پورا علاقہ زیرِ آب آگیا اور پانی نکلنے کا کوئی راستہ نہ ہونے کی وجہ سے روٹس فار ایکوٹی اور دیگر دو کسانوں کی چاول کی فصل مکمل طور پر تباہ ہوگئی۔

کسان سیڈ بینک

ضلع بدین میں ایک، شکار پور میں دو، ضلع گھوٹکی میں چار اور ملتان میں ایک کسان نے چاول کی فصل کاشت کی جو پچھلے دو سالوں سے روایتی دیسی بیج کاشت کررہے ہیں۔ اس سال ضلع گھوٹکی میں مزید پانچ کسانوں نے کچے کے علاقے میں دیسی چاول کی فصل کاشت کی۔ ان کسانوں نے بغیر کسی کیمیائی کھاد اور زہریلی دوا کے 10 کلوگرام بیج سے 20 من چاول حاصل کیا۔ پاکستان بھر کے کسان بھائیوں سے گزارش ہے کہ اگر ان کے پاس روایتی دیسی بیج ہے تو ہمیں اطلاع کریں تاکہ روٹس فار ایکوٹی اور پاکستان کسان مزدور تحریک کے دوست اس بیج کو بڑھا کر مزید کسانوں میں تقسیم کرسکیں اور اگر کسی کسان بھائی کو چاول یا گندم کے بیج کی ضرورت ہو تو وہ روٹس فار ایکوٹی سے یہ بیج بلا معاضہ حاصل کرسکتے ہیں۔

اپنا بیج اگائیں گے، کمپنیوں کو بھگائیں گے۔

سیڈ بینک: پائیدار زراعت کے تحت روایتی چاول کی فصل کا منظر

پی کے ایم ٹی ششماہی سرگرمیاں (جولائی تا دسمبر، 2014)

پی کے ایم ٹی کسانوں سے جڑے مسائل کو سمجھنے اور کسانوں کے ساتھ تعلقات بڑھانے کے لیے ملک بھر کے منتخب اضلاع میں تربیتی پروگراموں کے ساتھ ساتھ مجوزہ سیڈ ایکٹ اور جدید زراعت کے نقصانات سے آگاہی فراہم کرنے کے لیے پورے ملک میں کسان آبادیوں کے ساتھ مشاورت کے عمل کو جاری رکھے ہوئے ہے تاکہ کسان آبادیاں زراعت کے حوالے سے حکومتی اور عالمی پالیسیوں سے آگاہ ہوں اور اپنے حقوق کی جدوجہد کے لیے تیار ہوسکیں۔ جولائی تا دسمبر، 2014 تک اس حوالے سے مندرجہ ذیل سرگرمیاں انجام دی گئیں:

اپنا بیج بچاؤ مہم

اپنا بیج بچاؤ مہم کے دوسرے مرحلے کے تحت صوبہ پنجاب کے دو اضلاع ملتان اور راجن پور میں کسان آبادیوں کے دورے کیے اور انھیں دیسی بیج اور روایتی زراعت کی اہمیت کے ساتھ ساتھ پاکستان سیڈ ایکٹ کے بارے میں معلومات بھی دی گئی کہ حکومت پاکستان کمپنیوں کے کاروبار کو کس طرح تحفظ دے رہی ہے۔ اس طرح نہ صرف پی کے ایم ٹی کے بارے میں کسان آبادیوں کو معلومات حاصل ہوئیں بلکہ بہت سے کسانوں نے تحریک کے ساتھ جڑ کر جدوجہد کرنے کی خواہش کا بھی اظہار کیا۔

عوامی آگہی پروگرام

پی کے ایم ٹی کے تحت منتخب اضلاع میں عوامی آگہی پروگرام کے تحت سیشن منعقد کیے گئے۔ ہر ضلع کے مختلف گاؤں سے 25 سے 30 کسانوں کو اکٹھا کرکے انھیں سیپ (SAP)، ڈبلیو ٹی او (WTO)، مزاحمتی طریقہ کار اور آئندہ کے لائحہ عمل کے علاوہ عالمی اور مقامی زرعی پالیسوں پر آگہی بھی دی گئی خاص طور پر بیج کے قانون (سیڈ ایکٹ) کے نقصانات اور اس ایکٹ کی وجہ سے مستقبل میں کسانوں کو پیش آنے والی مشکلات کا احاطہ کیا گیا تاکہ کسان آبادیاں پہلے سے اس ایکٹ یا پالیسی کے خلاف جدوجہد کے لیے تیار ہوسکیں۔

پریس کانفرنس

پی کے ایم ٹی اور روٹس فار ایکوٹی کے تحت نیشنل سیڈ ایکٹ 2014 کے خلاف نیشنل پریس کلب اسلام آباد میں مورخہ 08 اگست، 2014 پریس کانفرنس کا اہتمام کیا گیا۔ جس کی تفصیل صفحہ نمبر 4 میں درج ہے۔

صحافیوں کے لیے تربیتی پروگرام

پی کے ایم ٹی اور روٹس فار ایکوٹی کے تحت کے پی کے اور سندھ کے مختلف اضلاع میں صحافیوں کے لیے تربیتی پروگرام کا انعقاد کیا گیا جس میں موجودہ پاکستانی زراعت کے معاشی اور سیاسی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ نیشنل سیڈ ایکٹ 2014 کے بے زمین اور چھوٹے کسانوں پر پڑنے والے اثرات پر آگہی دی گئی آخر میں پی کے ایم ٹی کے تعارف اور سرگرمیوں پر بھی روشنی ڈالی گئی۔

دیہی عورتوں کا عالمی دن

دیہی عورتوں کا عالمی دن 15 اکتوبر، 2014 کے موقع پر پی کے ایم ٹی اور روٹس فار ایکوٹی کے تحت گاؤں پنھل سیال ضلع گھوٹکی میں ایک تقریب منعقد کی گئی جس میں ضلع گھوٹکی کے مختلف دیہاتوں اور ضلع شکارپور سے 66 خواتین نے شرکت کی۔ پروگرام کا مقصد دیہات میں عورتوں کے معاشی، سماجی اور معاشرتی مسائل کو اجاگر کرنا اور ان کے خلاف آواز بلند کرنا تھا۔

احتجاجی ریلی

16 اکتوبر، 2014 پاکستان کسان مزدور تحریک اور روٹس فار ایکوٹی نے خوراک کے عالمی دن کو بھوک کا عالمی دن قرار دیتے ہوئے ہری پور، خیبر پختون خواہ میں ایک احتجاجی ریلی کا اہتمام کیا جس کی تفصیل صفحہ نمبر 5 میں درج ہے۔

صوبائی اجلاس

پچھلے سال کی طرح اس سال بھی پی کے ایم ٹی کے صوبائی اجلاس منعقد کیے گئے۔ پچھلے شمارہ میں صوبہ پنجاب اور سندھ کے اجلاس کی تفصیل شائع ہو چکی ہے۔ 16 اکتوبر، 2014 کو ضلع ہری پور میں صوبہ خیبر پختون خواہ کا دوسرا صوبائی

اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس کا مقصد صوبائی سطح پر ممبران کو ایک پلیٹ فارم میں جمع کرنا اور کسانوں کے حقوق اور مسائل کے حل کے لیے آواز بلند کرنا تھا۔ اجلاس کی تفصیلات صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں۔

ریڈیو پروگرام

روٹس فار ایکوٹی کے تعاون سے پی کے ایم ٹی نے کسانوں کے لیے باشعور کسان کے عنوان سے معلوماتی پروگرام کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے خیبر پختون خواہ کے ہری پور ایف ایم سے پروگرام نشر کیا۔ ان پروگرامز میں سبز انقلاب، پائیدار زراعت، جینیاتی انقلاب، روایتی اور دیسی بیج کے فوائد کے علاوہ دیگر موضوعات پر بات چیت کی گئی۔

پاکستان کسان مزدور تحریک کا تعارف

پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) ملک کے چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں پر مشتمل ایک تنظیم ہے۔ تنظیم نے اگرچہ پی کے ایم ٹی کا نام 2010 میں اختیار کیا لیکن بحیثیت کسان مزدور تنظیم یہ 2008 سے سرگرم عمل ہے۔ 2008 میں تنظیم پاکستان کسان سنگت کے نام سے جانی جاتی تھی جس کے اہم اہداف میں زراعت اور زرعی مسائل کے بارے میں عوامی بیداری، پائیدار زراعت اور خوراک کی خودمختاری شامل ہے۔

پی کے ایم ٹی کی اہم ذمہ داریوں میں ملک کے چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں کے لیے حقوق، خوراک کی خودمختاری اور پائیدار زراعت کے موضوعات پر تفصیلی تربیتی پروگرام شامل ہیں۔ پی کے ایم ٹی میں فیصلہ سازی کور گروپ (مرکزی گروپ) کے ذریعے کی جاتی ہے اور تنظیمی ڈھانچے کے لیے تحریک کے ممبران عہدیداروں کا انتخاب کرتے ہیں جس میں مرکزی کوآرڈینیٹر، صوبائی کوآرڈینیٹر اور ضلعی کوآرڈینیٹر شامل ہیں۔

تحریک کے بنیادی اصول

پی کے ایم ٹی مذہب، رنگ، نسل، علاقائی اور لسانی تعصب سے بالا تر ہو کر مندرجہ ذیل اصولوں پر منظم ہونے کا عزم رکھتی ہے:

1۔ کسانوں بالخصوص کسان عورتوں کے حقوق۔
2۔ خوراک کی خودمختاری۔
3۔ موسمی انصاف۔
4۔ پیداواری وسائل تک اختیار اور رسائی۔
5۔ اتحاد، یکجہتی اور جدوجہد۔